اس چھوٹی سی دھارا کے کنارے لگائے ہوئے درخت ایسے ہیں جن کے پتے مُرجھاتے نہیں، جو بارہ مہینوں میں بارہ قسم کا پھل دیتے ہیں۔ میری رائے ہے کہ غریب جماعت کو زندہ رکھنے کے لیے موجودہ طریقہ کار درست ہے، یہ میرا کوئی سیاسی بیان نہیں ہے بلکہ ایک کُھلی ہوئی حقیقت ہے۔
(پندرہ روزہ شاداب، لاہور۔ ۱۶ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۱ء، ص ۱۹)

مسیحی تشخص کا فروغ — تجاویز

[فادر جوزف ارشد کا مقالہ "پاکستان میں مسیحی تشخص کی جدوجہد" گذشتہ چند ماہ سے پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) میں شائع ہو رہا تھا۔ اس کی آخری قسط میں فاضل مقالہ نگار نے مسیحی تشخص کے فروغ کے لیے حسبِ ذیل تجاویز پیش کی ہیں۔]

۱۔ میڈیا کا استعمال بہت موثر ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی طرح غیر نصابی تعلیم، کیسٹس، میلے، رسائل اور اخبارات بہت مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

۲۔ زیادہ سے زیادہ ایسی تنظیموں کو وجود میں لانا جہاں مسلم اور مسیحی باہم مل کر انسانیت کی ترقی کے لیے کام کریں۔

۳۔ مختلف مسیحی تنظیموں اور مزدور یونینوں کا آپس میں متحد ہونا فروری ہے۔

۴۔ چوں کہ بہت سے تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لے لیے گئے ہیں۔ اس لیے نئے اسکول کھولنے کی ضرورت ہے اور مسیحی تعلیم پر زور دینے کی اشد ضرورت ہے۔" (پندرہ روزہ کاتھولک نقیب، لاہور۔ ۱۶ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء)

غیر ملکی مشنریوں نے لاہور میں کروڑوں کی مسیحی املاک فروخت کر دیں

پاکستان نیشنل کرسچن لیگ کے صدر جیمز صوبے خان نے لاہور ہائی کورٹ میں ایک رٹ دائر کی جس میں "انہوں نے کہا کہ ۱۰ فروری ۱۹۹۲ء کو مسیحی تنظیم کے سربراہ کی حیثیت سے [انہوں نے] ڈپٹی کمشنر لاہور کو ایک درخواست میں نشان دہی کی تھی کہ حکومتِ پنجاب کی پابندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر ملکی مسیحی مشنریوں نے لاہور میں مختلف مقامات پر واقع کروڑوں روپے کی مسیحی جائداد اور املاک فروخت کر دی ہیں، ایسا کرنے والوں کا محاسبہ کیا جائے اور ان افراد سے یہ املاک یا ان کی قیمت وصول کی جائے، مگر ڈپٹی کمشنر نے موثر کارروائی کرنے کی بجائے درخواست پر لکھ دیا کہ درخواست دہندہ کسی سول عدالت سے رجوع کرے۔"

جیمز صوبے خان نے اپنی رٹ میں لاہور ہائی کورٹ سے درخواست کی ہے کہ "ڈپٹی کمشنر اپنے منصب کے اعتبار سے درخواست دہندہ کی درخواست کا نوٹس لینے اور اس پر کارروائی کرنے کا پابند ہے، اسے اپنا قانونی فرض ادا کرنے کا حکم دیا جائے۔"

رٹ درخواست کے ساتھ جیمز صوبے خان نے اس مراسلے کی نقل بھی لگائی جو ۱۰ فروری کو ڈپٹی کمشنر لاہور کو لکھا تھا اور اس میں فروخت شدہ جائداد کی تفصیل دی گئی تھی۔

لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس مسٹر جسٹس تنویر احمد خان نے درخواست دہندہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنی شکایت کے ازالے کے لیے بورڈ آف ریونیو سے رجوع کریں۔ (روزنامہ پاکستان، لاہور۔ ۱۶ فروری ۱۹۹۲ء)

قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج

[ملک کے بعض مذہبی حلقوں کی جانب سے یہ مطالبہ کافی عرصے سے کیا جا رہا ہے کہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج ہونا چاہیے۔ کچھ عرصے پہلے عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے سربراہ مولانا خان محمد نے گوجرانوالہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یہ مطالبہ پھر دہرایا۔ ماہنامہ "الشریعہ" (گوجرانوالہ) نے اس سلسلے میں اپنے اداریے میں لکھا کہ:

"تحریکِ ختمِ نبوت کی طرف سے یہ مطالبہ ایک عرصہ سے کیا جا رہا ہے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے دستوری فیصلہ اور ملک میں جداگانہ الیکشن کی بنیاد پر غیر مسلموں کو ووٹ اور سیٹیں الگ کر دینے کے فیصلے کے بعد ان فیصلوں پر مؤثر اور صحیح عمل درآمد کا منطقی تقاضا تھا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کر کے ہر شہری کی مذہبی حیثیت کا تعیّن کر دیا جائے تاکہ کسی قسم کا اشتباہ اور ابہام باقی نہ رہے۔ حکومتی حلقوں کی طرف سے اس سے قبل یہ عذر پیش کیا جاتا رہا ہے کہ پورے ملک میں از سرِ نو شناختی کارڈوں کا اجراء بہت مشکل ہے لیکن گذشتہ دنوں وفاقی وزیر داخلہ کا یہ اعلان سامنے آیا کہ پورے ملک میں نئے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ تمام شہریوں کو از سرِ نو جاری کیے جا رہے ہیں۔ اس لیے ظاہر بات ہے کہ اب تحریکِ ختمِ نبوت کے اس جائز، معقول اور ناگزیر مطالبہ کو قبول کرنے میں کوئی عملی رکاوٹ باقی نہیں رہی اس لیے ہم عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے سربراہ کے اس مطالبہ کی حمایت کرتے ہوئے وفاقی حکومت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس پر سنجیدگی سے توجہ دے گی اور نئے شناختی کارڈ کے ڈیزائن کو حتمی شکل دینے سے پہلے اس کے بارے میں مثبت فیصلہ ہو جائے گا۔" (جنوری ۱۹۹۲ء)

اس کے ساتھ ہی عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے ایک وفد نے صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان صاحب سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کی جو رپورٹنگ اخبارات میں شائع ہوئی۔ اس پر مسیحی صحافی جناب فیروز کنول کا نقطۂ نظر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے]

گذشتہ دنوں صدرِ پاکستان نے عالمی مجلسِ ختمِ نبوت کے وفد کے قائد اور جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر حافظ حسین احمد کے مطالبہ پر یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور آئین کی رُو سے مسلم تشخص بھی قومی تشخص کے ساتھ ضروری ہے لہذا قومی شناختی کارڈ